سوال

(30) مسئلہ رفیع یدین اور آمین بالجہر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے محلے میں ہر بدھ جماعت اسلامی والوں کا درس ہوتا ہے آج میں بھی شوقیہ چلی گئی وہاں جو سوال زیر بحث آیا وہ یہ کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ رفع الدین اور آمین کہیں یا نہ کہیں آپ کی مرضی ہے کافی بحث ہوئی ۔ ان کا موقف یہ تھا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے رفع یدین کیا تھا کہ کفار آپ کے پیچھے بغلوں میں بت دبا کر کھڑے ہو جاتے تھے اسلئے آپ نے رفع یدین کیا اور کروایا ۔ اس کے بعد آپ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا کیا ایسا ہی ہے ؟ پھر یہ کہ کیا آپ نے واقعی چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ امام شافعی اور امام مالک کے درمیان بھی بحث جاری رہی اور وہ فیصلہ نہیں کر پائے ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل جواب دیں ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسؤلہ میں جو دو مسئلے ذکر کیے گئے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور مسئلہ رفیع الیدین تو ایسا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رفیع الیدین کو چھوڑا ہو ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيهِ حَذْوَ مَنْكِبَيهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ))

'' تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے ۔ اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے تھے '' ۔

(بخاری (۷۳۵) مسلم ۴ :۹۳، ۹۳، مسند احمد ۲ :۸، ۲ :۱۸، ۶۲، ۱۴۷ ۔ مؤطا امام مالک ۱ :۷۵، مصنف عبدالرزاق (۲۵۱۷، ۲۵۱۸) ابن ماجہ (۸۵۸)

اسی طرح رفع الیدین کی روایات سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سنن ابو داؤد ۱ /۱۹۳ (۷۲۶) نسائی اور مسلم ۱۷۳/۱/۱ میں بھی مروی ہے اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ متاخر الاسلام ہیں ۔ چنانچہ علاما بدرالدین عینی حنفی بخاری کی شرح عمدۃ القاری ۳/۹۹ پر رمقطراز ہیں کہ :

"وائل بن حجر أسلم فی المدینة فی سنة من الهجرة"

'' وائل بن حجر ۹ ہجری میں مدینہ میں مسلمان ہوئے '' ۔

یہ حضر موت کے علاقہ میں رہنے والے تھے اور حضر موت سے مدینہ تک اس وقت کی مسافت کے لحاظ سے چھ ماہ کا سفر تھا جب پہلی دفعہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے دین کے

احکامات سیکھ کر دوبارہ اپنے وطن واپس چلے گئے پھر اس کے بعد ۱۰ھ میں دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کرتے ہیں :

((ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ زَمَانٍ فِیْهِ بَرْدٌ شَدِیْدٌ فَرَأَیْتُ النَّاسَ عَلَیْهِمْ جُلُّ الثِّیَابِ تَحَرَّکُ أَیْدِیْهِمْ تَحْتَ الثِّیَابِ))

''پھر میں اس کے بعد ایک زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ان دنوں سخت سردی تھی میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے اوپر موٹی چادریں تھیں۔ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے''۔ (ابوداؤد (۷۲۷) ۱۹۳ : ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ۱۰ھ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین ثابت ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے جو حضرات نسخ کے قائل ہیں وہ ۱۰ھ کے بعد کی عدم رفع الیدین کی کوئی صحیح روایت پیش کریں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین کا حکم اس لئے دیا کہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بت لے کر کھڑے ہو جاتے تھے جاہلوں کا پھیلا ہوا بہت بڑا جھوٹ ہے جسے بیان کرنے والا اگر کوئی عالم ہے تو اسے خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے ایسی بات کا وجود تو پورے ذخیرہ حدیث میں کہیں بھی نہیں۔ نہ کسی صحیح حدیث میں نہ ہی کسی ضعیف حدیث میں بعض لوگوں کو اپنا گرد اکھٹا کرنے کے شوق میں اور سیاسی اور جمہوری مصلحتوں میں آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹی بات منسوب کرنا اور اس پر اصرار کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ ایسی مصلحتوں کا دنیا میں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن آخر میں لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی مہم بازی کا جو نتیجہ ملے گا، اس سے پھر وہاں کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفار کا آپ کے پیچھے آکر نماز کیلئے کھڑا ہونا ان ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ اگر رفع الیدین اس لئے کیا کہ لوگ بغلوں میں جو بت رکھتے تھے ان کو گرانے کا ایک طریقہ تھا تو کیا پہلی دفعہ تکبیر تحریم کے ساتھ جو رفع یدین کے وقت بت نہیں گرنے دیتے وہ رکوع کی رفع یدین کے وقت کیسے گرنے دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک رفع الیدین کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ میں رفع یدین کی حدیث کو متواتر کہا ہے۔ اسطرح نظم المتناثر میں الحدیث المتواتر اور تدریب الراوی وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ امام شافعی اور امام مالک تو صحیح روایت کے مطابق رفع یدین کے قائل و فاعل تھے ان میں اس مسئلہ پر کوئی اختلاف اور بحث تمحیص مروی نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عن کی رفع یدین والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"وبهذا یقول أهل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علسه وسلم منهم ابن عمر وجابر بن عبداللہ وابو هریرۃ وأنس وابن عباس وعبداللہ بن الزبیر وغیرهم من التابعین الحسن البصری وعطاء وطاوس ومجاهد ونافع وسالم بن عبداللہ وسعید بن جبیر وغیرهم زوبه یقول مالک ومعمر والأوزاعی وابن عیینه وعبداللہ بن المبارک والشافعی وأحمد وإسحاق "

''یہی بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اہل علم کہتے ہیں۔ ان میں سے ابن عمر، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس، عبداللہ بن الزبیر وغیرہ۔ اور تابعین میں سے حسن بصری عطا، طاوئس، مجاہد، نافع، سالم، سعید بن جبیر وغیرہ۔ اور یہی بات امام مالک، امام معمر، امام اوزاعی ابن عیینیہ، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں''۔ (ترمذی ۲۲/۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس صراحت سے معلوم ہو گیا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن جنبل وغیرہ بھی رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔

لہٰذا یہ بات کہنی کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا ختم نہیں ہو سکا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شافعی رحمہ اللہ و مالک رحمہ اللہ میں یہ اختلاف تھا تو پھر بھی ان کے اختلاف کی وجہ سے مسئلہ رفع یدین پر کوئی آنچ نہیں آسکتی کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ترک نہیں کی اور آپ کی حدیث کے مدمقابل تو کسی امام کی بات قابل حجت نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں امام کی بات کو ترجیح دیتا ہے تو گویا اس نے امام جو کہ امتی ہے اس کا درجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھا ہے۔ اس کے علاوہ آمین بالجہر کی بھی احادیث کئی ایک ہیں۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((سمعت رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم قرء غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال امین مدبها صوته))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو دراز کیا''۔ (ابوداؤد ۹۳۲) ترمذی (۲۴۸)، درامی ۲۸۴ : ۱، دار قطنی، ۳٤ ۳۳، بیہقی ۵۷ : ۱، ابن ابی شیبہ ٤۲۵ : ۲)

بعض روایتوں میں مدبھا صوتہ، کی جگہ رفع بھا صوتہ آتا ہے۔ یعنی اپنی آواز کو بلند کیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ :

"أمن ابن الزبیر ومن ورآئہ حتی أن للمسجد للجۃ"

''عبداللہ بن زبری اوران کے مقتدیوں نے اس قدر بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد لرز گئی''۔ (بخاری ۲۶۲ : ۲، مسند شافعی ۱۵، ۲۱۲، بیہقی ۵۹ : ۲)

اسی طرح حضرت عطاء تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ ہیں کہتے ہیں کہ :

''میں نے مسجد حرام میں دو سو (۲۰۰) صحابہ کرام کو پایا جب امام ولا الضالین کہتا تو سب صحابہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے''۔ بیہقی ۵۹ : ۲، ابن حبان (۱۹۹۶، ۱۹۹۷)

((عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ماحسد تکم الیھود علی شیء ماحسد تکم علی السلام والتامین))

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر یہودی آمین اور سلام پر حسد کرتے ہیں اس قدر کسی چیز پر حسد نہیں کرتے''۔ (مصباح الزجاجہ ۲۹۷/۱)

امام بوصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اوراس کے تمام رواۃ سے امام مسلم نے حجت لی ہے۔ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے مسند احمد ۱۳٤۳٤ : ۱، ۶۲، ۱۳۵۱۳۵، بیہقی ۵۶۶٦ : ۲۲، مجمع الزوائد، ابن ماجہ (۸۵٦٥٦) صحیح ابن خزیمہ ٤۵۷٤۵۷ وغیرہ میں موجودہ ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ آمین رفع یدین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں جو کہ منسوخ نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ہمیشہ عمل درآمد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح معنوں میں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ